© rasailojaraid.com

اقبال — رمضان — جہادِ افغانستان

اجیلئے اسلام کے نقیب حکیم الاُمت اقبال کا یومِ وفات سامنے ہے۔ مگر ایسے مردانِ جلیل کے لیے موت کوئی معنی ہی نہیں رکھتی، وہ تو اپنے کلام اور پیام سے پھیلنے والی شعاعوں کی رُوح بن کر زندہ تر ہو جاتے ہیں۔

اقبال اولاً رجالِ فن میں سے ایک ایسی درخشاں شخصیت ہے جس نے شعر کو تخیل کی نزاکتوں اور احساس کی لطافتوں اور فکر کی بوقلمونیوں سے ایسے نظر فریب جمال سے آراستہ کیا اور اُردو کے گیسو ایسے کمال سے سنوارے کہ بڑی اعلیٰ درجے کی سابق مثالیں پیچھے رہ گئیں۔ اور نئی ذہانتوں اور ندرتوں اور جدتوں کے چراغ ضو فشاں نہ ہو سکے۔

مگر اقبال نے شاعری کو سامانِ تفریح و طرب بنانے کے بجائے اپنی نوائے ہائے سخن سے غلامی کے پسے ہوئے نوجوانوں میں ایمانِ خفتہ کو بیدار کیا اور ان کے ہاتھوں میں خودی کی تلوار دی، جو عشق کی سان چڑھنے کی وجہ سے قاطعِ باطل ٹھہری۔

اقبال کی یاد آئی تو تشکیلِ پاکستان کے خواب کی تعبیر کا وہ لمحہ قائداعظمؒ کی قیادت میں سامنے آیا جو، ۲۷ رمضان المبارک کی لیلۃ القدر میں رکھا گیا تھا۔ اور آج وہی رمضان المبارک گھوم کر پھر اپنی برکتوں کے ساتھ سامنے ہے۔

اور اقبالؒ نے سکندر اور نادر کے حملوں کا ذکر کر کے کہا تھا کہ:

؎ افغان باقی! کہسار باقی! اَلْحُكْمُ لِلّٰهِ! اَلْمُلْكُ لِلّٰهِ!

اِس پیش گوئی کی تکمیل بھی آج ہو رہی ہے جب کہ سکندر اور نادر سے کئی گنا بڑی اور پھر اِسلام دشمن اور انسان دشمن قوت سیّد جمال الدین افغانی کے افغانستان میں آگ اور خون کے طوفان اُٹھانے کے بعد چٹانوں سے سر ٹکرا ٹکرا کر اپنی شکست کا تاج پہنے، اسی حسرتِ خون چکاں کے ساتھ رخصت ہو گئی ہے جس کی جھلک شام کو چھوڑ کر قسطنطنیہ جاتے ہوئے قیصر کی آخری نگاہوں میں تھی۔

ہو سکتا ہے کہ جس اسلامی حکومت کی سعادتیں سامنے لانے کے نصب العین میں (باقی برصفحہ ۳)

© rasailojaraid.com